

یورپ بیداری سے پہلے

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے:

”گیارہویں صدی عیسوی میں جس وقت مغرب کے بڑے بڑے روساء اور جاگیرداروں کو اپنی جہالت اور ناخواندگی پر فخر و ناز تھا، اس وقت اسپین میں مسلمانوں کے قریبہ میں ایک عظیم کتب خانہ تھا، جس میں صرف ہاتھ کی لکھی ہوئی ساٹھ ہزار کتابیں تھیں۔“

رینہ مارسیال (Rene Mrtial) اور لاولیس لکھتے ہیں:

”بارہویں صدی عیسوی میں فرانس، جرمنی، اور اٹلی میں ایک کتاب بھی ملنی مشکل تھی، جبکہ دوسری طرف صرف اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کے پاس سترہ لاکھ کتب خانے تھے، جن میں بڑی قیمتی اور نادر کتابیں تھیں۔“

یورپ نے جب علم کی تلاش شروع کی، تو سب سے پہلے اندلس کا رخ کیا جہاں قریبہ طلیطلہ اور بلنسیہ میں عظیم یورنیورسٹیاں قائم تھیں۔

ناخواندگی اور جہالت کی یہ گھٹا ٹوپ تاریکی دسویں صدی عیسوی تک قائم رہی، مسلمانوں سے استفادہ کے بعد ہی ان میں علم و تمدن کا رواج ہوا، یورپ کی تاریخ کا سب سے مشکل اور تاریک دور دسویں صدی عیسوی ہے جس میں میں ارباب کلیسا اور اہل علم کے درمیان شدید کشمکش جاری تھی، سینکڑوں اہل علم کو کلیسا کے معاندانہ رویہ کی وجہ سے تختہ دار پر چڑھا دیا گیا، اٹلی، فرانس، اسپین، اور جرمنی میں عقائد و تعلیم کی چھان بین کیلئے تحقیقی عدالتیں (Couts of Inquisltion) قائم کی گئی اور ارباب علم و دانش کو کفر و الحاد کے الزام میں گرفتار کر کے سفاکانہ سزائیں دی گئیں، ایک محتاط اندازہ کے مطابق جو لوگ ان عدالتوں کی بھیٹ چڑھے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے، جن میں بیس ہزار کو زندہ جلا دیا گیا۔

ڈریپر نے لکھا ہے:

فرانسیسی سلوٹر دوم Sylvestre (۱۰۰۳ء-۹۳۰) جو یورپ کے کسی شہر میں ایک کلیسا میں تھا، ایک مرتبہ اندلس (اسپین) گیا اور اشبیلیہ اور قریبہ میں قیام کیا، اور عرب علماء و حکماء سے حساب

اور سائنس کا علم حاصل کیا، جب وہ سائنس اور دیگر علوم سیکھ کر وطن واپس آیا تو لوگوں نے اس کو ساحر (جادوگر) خیال کیا، اور بعض حکمرانوں نے اس کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا، اور مختلف عہدوں اور مناصب عالیہ سے گزر کر پوپ کے منصب پر فائز ہوا، لیکن جب قدامت پرستوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو اور اس کے حامی بادشاہ کو قتل کر دیا۔

محکمہ احتساب سائنس (انکویزیشن) کی قربان گاہ پر قرون وسطیٰ میں پاپاؤں کے ہاتھ بیسیوں محققین سائنس، علمی انکشافات و ایجادات کے گناہ میں نذر چڑھ گئے، پادری سمجھتے تھے کہ زمین کا گول کہنا بھی مذہب کی تردید ہے، مشہور سائنسدان گلیلیو (Galileo) کو اس بنا پر موت کی سزا دی گئی کہ وہ آفتاب کے گرد زمین کے گھومنے کا قائل تھا، کوپرنیک (Copernic) نے حرکت ارض و مرکزیت شمس کے اثبات یا نظام فیثاغورث کی تائید کی، تو اس کو قید کی سزا ملی اور قید ہی میں مر گیا، برونو (Brunoe) اس جرم میں جلادیا گیا کہ تعددعوالم کا قائل تھا“ (مذہب و عقلیات، مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ)

۱۰۵۵ء میں صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پوپوں نے پورے یورپ میں جنگ کا ماحول پیدا کر دیا، ان جنگوں نے اہل یورپ کو مسلمانوں سے ملنے جلنے، متمدن عرب شہروں کو دیکھنے اور وہاں آنے جانے کا موقع فراہم کیا، مسلمانوں کے نظام تعلیم و تربیت سے واقف ہوئے، عالم اسلام کے تمدنی جلوں اور ترقیات سے روشناس ہوئے، اسلامی شہروں کے نظام و قانون، صفائی ستھرائی، چمک دمک اور وہاں کے بازاروں کی رونق اور وسائل زندگی کی فراوانی سے مرعوب ہوئے۔

ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے:

”صلیبی جنگوں نے نسلوں کی تہذیب و تمدن پر بڑا گہرا اثر ڈالا، سماجی اور معاشی بیداری کا راستہ ہموار کر دیا، جو تحریک کی منتظر تھی، صنعت و تجارت کا بازار گرم ہو گیا، اور اس طرح علمی اور صنعتی بیداری کے اسباب و محرکات مہیا ہو گئے۔“

مزید لکھتا ہے:

”اس وقت سے علوم و فنون کی ترقی شروع ہوئی، عرب کے نام اور اصطلاحیں مغرب میں داخل ہوئیں، اور رومن کی جگہ لے لی، علم الجبرا کی اصطلاح عربی زبان سے ماخوذ ہے۔“

یہ حقیقت ہے کہ یورپ نے عربوں ہی کی علمی و فنی تحقیقات اور ان ہی کی بنیادی تصنیفات سے خوشہ چینی کی اور مسلمانوں ہی کے بتائے اور بنائے ہوئے اصول و مبادی پر اپنی تمدن و تہذیب کے محل تعمیر

کئے ہیں۔ ایک مغربی مفکر کہتا ہے:

”عرب ہی فلکیات، سائنس، کیمیا اور طبی، علوم میں ہمارے استاد اول ہیں۔“

ای، ایم برن لکھتا ہے:

”بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں یورپ کی عقلی ترقی ترکوں کے خلاف مقدس جنگوں کے بجائے

شرق اونی کے ساتھ تجارتی لین دین اور اندلس اور صقلیہ کے مترجمین اور اہل علم کی کوششوں کی رہین منت ہے۔“

مغرب نے گیارہویں صدی میں طلیہ، قرطبہ اور غرناطہ میں قائم اسلامی دانشگاہوں سے کب فیض

کیا اور پھر مسلمانوں کے قائم کئے ہوئے علمی مراکز کے طرز پر اپنے یہاں ادارے قائم کئے، برن لکھتا ہے۔

”یورپ میں سب سے پرانی یاسب سے پہلی یونیورسٹی گیارہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی، اس کے

بعد گیارہویں اور چودھویں صدی کے درمیان یورپ میں بہت سے یونیورسٹیاں قائم کی گئیں، جرمنی

میں پہلی یونیورسٹی چودھویں صدی میں قائم ہوئی۔ جبکہ برطانیہ میں آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیاں

تیرہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئیں،

دنیا میں علم کی نشر و اشاعت اور قافلہ علم کی رفتار و ترقی ان مسلمانوں کی رہین منت ہے، جنہوں نے

دنیا پر ایک ہزار سال سے زیادہ حکمرانی کی، مسلمانوں کے بڑے شہر قاہرہ، بغداد، قرطبہ، اصفہان، قزوین، تبریز

، ہر قدر اور بخاری علم و معرفت کے گہوارے اور عالمی تہذیب و تمدن کے سرچشمے تھے، اگر کلیسا کی طرح اسلام کا بھی

رویہ علم کے تعلق سے معاندانہ ہوتا تو قافلہ علم اسی حالت میں ہوتا، جس میں ساتویں صدی عیسوی میں تھا، جہاں

کتب خانے مقفل تھے، کتابیں ناپید اور مدفون تھیں، غور و فکر اور تدبر پر پابندیاں عائد تھیں، بعض انصاف پسند

مغربی فضلاء اور مستشرقین نے انسانیت پر بعثت محمدی کے اثرات و احسانات کا اعتراف کیا ہے اور حقیقت ہے کہ

آج دنیا میں جو بھی روشنی علم و دہن ہے، وہ سب بعثت محمدی کا فضل و احسان ہے، انسانی تہذیب کے ہر مرحلہ

اور میدان میں اسلام کے بے پایاں اور دورس اثرات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ رینان (Renan) کہتا ہے:

”البرٹ کبیر ہر چیز میں ابن سینا کا رہین منت ہے، اور سائنسوں میں ابن رشد

کا خوشہ چیں ہے، یورپ کا بابائے سائنس روجر بیکن بھی عربوں کا شاگرد تھا، وروہ خود اپنے شاگردوں

کو تلقین کیا کرتا تھا، کہ اگر صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھنا سیکھو۔“

گستاؤ لیبان لکھتا ہے:

”عربوں ہی نے یورپ کو علم و معرفت اور تہذیب و تمدن کی دنیا سے متعارف کرایا،

عرب ہمارے محسن تھے، اور چھ صدیوں تک ہمارے پیشوا اور مقتدار ہے۔“

مزید لکھتا ہے:

عربوں کے یورپ پر بڑے عظیم احسانات ہیں عربوں نے پورے یورپ پر دوسرے، دیرپا اور گہرے اثرات و نقوش چھوڑے ہیں، یورپ کی تہذیب و تمدن اور ترقی کے اصل معمار عرب ہی ہیں، عربوں کے اثرات و احسانات کا صحیح اندازہ اسی وقت لگایا جاسکتا ہے، جبکہ یورپ کا وہ تاریک دور نظروں کے سامنے ہو جس میں بیداری شروع ہوئی، جب ہم نویں اور دسویں صدی عیسوی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف اسپین میں اسلامی تہذیب بام عروج پر تھی، تو دوسری طرف مغرب میں علمی مراکز چند برجوں سے عبارت تھے جن میں ان بڑھ اور غیر مہذب حکمران رہتے تھے، جنہیں اپنے ناخواندہ ہونے پر فخر تھا، اور یورپ میں تعلیم یافتہ طبقہ جاہل اور نادار رہا ہوں پر مشتمل تھا۔

رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) کتاب The Making of humanity میں لکھتا ہے، یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں، جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔ آگے چل کر لکھتا ہے:

صرف طبعی علوم ہی (جس میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کی ذمہ داری نہیں ہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے، جب اسلامی تہذیب و تمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوتی ہے۔

یورپ نے کلیسا کے خلاف بغاوت کی، اس کے نظام کو بدل دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس نے مذہب سے دوری اختیار کر لی، لیکن جب وہ مسلم ممالک میں اپنے محققین، دانشور ڈاکٹر اور معلمین کے ذریعہ داخل ہوا تو مشنری طاقت کی حیثیت سے داخل ہوا اور علم اور مذہب بلکہ علم اور تبلیغ مسیحیت شانہ بشانہ نظر آئے، یورپ نے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں مبلغین بھیجے، علوم و فنون اور یورپی زبانوں کے معلمین کو ٹریننگ دی، کارخانوں، لیبارٹریز اور ابتدائی اسکولوں میں کام کرنے والوں کو تیار کیا تاکہ وہ کام کے دوران نصرانی عقائد کی تبلیغ کر سکیں اور جب عالم اسلام پر یورپ کو تسلط حاصل ہو گیا، تو بزدل و رقت نصرانی بنایا گیا، عیسائی اور غیر عیسائی کے درمیان امتیازی سلوک و معاملہ کیا گیا، عیسائی مشنریاں پھیل گئیں مذہبی کتابوں کی طباعت اور اشاعت کے لئے پریس قائم کیا گیا، اور صرف عیسائیت کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ دوسری تہذیبوں کے نقوش مٹائے گئے، دوسروں کے قوانین ختم کر دئے گئے، دوسروں کی تہذیب و تمدن زبان اور کلچر کو نسخ کر دیا گیا، اور ان کو تبدیلی مذہب پر مجبور کیا گیا، اسی طرح یورپ کا موقف انتقامی خصوصاً مسلمانوں سے انتقام لینے کا تھا۔